برصغیر کی تاریخ و ثقافت کے مطالعہ سے گہری دلچسپی ہے جو میک گِل یونیورسٹی میں فورمین کرسچن کالج لاہور کے سابق استاد اور Islam in Modern History کے مؤلف کینٹویل اسمتھ کے ساتھ کام کرنے کے دوران میں پیدا ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ایڈمز ۵۵-۱۹۵۴ء میں تقریباً بیس ماہ پاکستان میں مقیم رہے تھے اور انہوں نے اردو زبان میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔

ڈاکٹر ایڈمز مغرب کے ایک اہم ادارے سے وابستہ ہیں جو اپنے معیار کے اعتبار سے دنیا بھر میں معروف ہے۔ مطالعۂ اسلام کے بارے میں ان کی کسی رائے سے اختلاف تو ہو سکتا ہے مگر اس کی اہمیت سے اس لیے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ رائے ان مسلمان اور غیر مسلم طلبہ و طالبات کے ذریعے دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلتی ہے جو میک گِل میں مطالعۂ اسلام کی غرض سے یک جا ہوتے ہیں۔ حال ہی میں پروفیسر ایڈمز کا ایک انٹرویو تہران کے جریدے Echo of Islam [نوائے اسلام] میں شائع ہوا ہے۔ انٹرویو میں منجملہ دوسرے سوالوں کے ایک سوال معاصر دنیا میں عالمِ اسلام کے مستقبل سے متعلق ہے۔ انہوں نے جواب میں رواں اسلامی تحریکوں کے بارے میں حسبِ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مدیر]

"میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ معاصر اسلامی تحریکوں کو پوری اہمیت دی جائے۔ صورتِ حال کو منفی پہلو سے دیکھا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ تحریکیں ان حالات کے بارے میں مسلمانوں کے عمومی عدمِ اطمینان کی مظہر ہیں جن سے وہ دنیا کے مختلف حصوں میں گزر رہے ہیں۔ ایک مصنّف کا جو اپنے افکار کے اعتبار سے بہت ہی محترم ہیں، بیان ہے کہ پورا عالمِ اسلام ایک شدید سماجی بحران کا شکار ہے اور یہ بحران کئی امور کا نتیجہ ہے۔ استعماری تجربہ، غیر ملکی بالادستی، اغیار کے ہاتھوں فوجی ہزیمت، اقتصادی عوامل اور غربت ایسے امور ہیں جن سے عالمِ اسلام بری طرح متاثر ہوا ہے۔ عالمِ اسلام کے سماجی بحران کے حل کے لیے نئے تجربات کیے گئے ہیں، مگر ان میں سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ لبرل جمہوریت، اشتراکی حکومتیں اور فوجی آمریتیں بحران پر قابو نہیں پا سکیں۔ مذہبی و ثقافتی سطح پر "اسلامی جدیدیت" اس بحران پر قابو پانے کی ایک اور کوشش تھی۔ شاید یہ کہا جا سکتا ہے کہ "اسلام کی جانب رجوع" بھی اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے۔ تاہم یہ ایک پُرکشش حل ہے۔ "رجوع الی الاسلام" لوگوں کو ان کی اصل سے ملانے کی کوشش ہے اور یہ ان کی روایات کے عین مطابق ہے۔

مثبت زاویے سے دیکھا جائے تو مجھے ان لوگوں سے اتفاق نہیں جو کہتے ہیں کہ یہ صورت حال محض مذہبی جوش و خروش ہے جو بتدریج اسلامی دنیا میں پیدا ہو گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ محض ایک رجحان ہے جو لوگوں کو کچھ مخصوص عبادات کی جانب راغب کرتا ہے۔ اس کے برعکس جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں، یہ سماجی بحران کی ایک شکل کا اظہار ہے اور مسلمان اس بارے میں کچھ کر گزرنے کی تگ و دو

کر رہے ہیں اور ان کی جدوجہد میں تسلسل ہے۔ "رجوع الی الاسلام" کی تحریک نے تحرک پیدا کیا ہے، مسلمانوں کو نئی شناخت دی ہے اور اس کی اپنی خصوصیات ہیں۔

میرے اندازے میں مجھے منفی پہلو پر ضرورت سے زیادہ زور نہیں دینا چاہیے۔ اس کے برعکس جب کوئی شخص صورت حال کو مثبت زاویۂ نظر سے دیکھتا ہے تو اسے یہ سب کچھ مشکلات و مسائل پر قابو پانے کی ایک مسلسل جدوجہد دکھائی دیتی ہے، قطع نظر اس سے کہ راستہ صحیح ہے یا غلط۔ یہ مسلسل جدوجہد ان لوگوں کے لیے اپنے اندر بڑی کشش رکھتی ہے جو مسلمانوں کو ان کی مشکلات سے نکالنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس طرح "رجوع الی الاسلام" کی یہ کاوش ان کے لیے بڑی قیمتی ہے جو بحران کے حل کی تلاش میں ہیں۔ کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا حل بھی تو نہیں ہے——۔

عالم اسلام کے مستقبل کے حوالے سے مجھے کہنا چاہیے کہ جو حکومتیں اسلامی برادری کی تخلیق کے لیے کوششیں کر رہی ہیں، ان کی حتمی کامیابی یا ناکامی کا انحصار دو باتوں پر مبنی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ حکومتیں عوام کی بنیادی ضروریات رخوراک، صحت عامہ کی سہولتیں، علاج معالجہ، رہائش، تعلیم اور سماجی مسائل کے حل ر فراہم کرنے کی کتنی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اگر یہ حکومتیں موثر طور پر ان معاملات پر قابو پا لیتی ہیں تو ان کی بنیادیں مضبوط ہوں گی اور جدید دنیا میں یہ کامیابی انہیں دوام بخشے گی۔

دوسری بات ان حکومتوں یا تحریکوں کی قیادت سے متعلق ہے۔ اگر عالم اسلام میں کوئی اٹھتا ہے اور اس میں ایسی صلاحیتیں ہیں جو اس کے ہم مذہبوں کو آمادہ کرتی ہیں کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ وہ مسائل کے حل کے لیے حقیقت پسندی سے کام لیتا ہے تو مسلمانوں کے لیے کامیابی کے امکانات نسبتاً زیادہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پُتلی، طنزیہ تفریحی پروگرام میں شامل کرنے پر مسلمانوں کا احتجاج

برطانوی ٹیلی وژن پروگرام Spitting Images طنزیہ پُتلی تماشا ہے۔ اس پروگرام کے تخلیق کاروں نے چند ماہ پہلے پُتلیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پُتلی کا اضافہ کیا تھا۔ ان کی پتلی ہپیوں کے انداز اور شکل وصورت میں بنائی گئی تھی۔ ٹیلی وژن کے ناظرین کو تفریح فراہم کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی کو جس طرح پیش کیا گیا، اس پر برطانیہ کی مسلم برادری نے سخت غم و غصّہ کا اظہار کیا۔ ڈیلی ٹیلی گراف (لندن) کی اطلاع کے مطابق "اسلامی امور کے بارے میں یو۔ کے ایکشن

کمیٹی" کا اجلاس طلب کیا گیا تا کہ پروگرام کے خلاف احتجاج کے بارے میں لائحہ عمل طے کیا جائے۔
واضح رہے کہ اس ایکشن کمیٹی نے سلمان رشدی کے ناول "شیطانی آیات" کے خلاف مہم چلائی تھی۔
ایکشن کمیٹی کے کنویز جناب اقبال سکرانی نے زیر بحث پروگرام تیار کرنے والی کمپنی کو ٹیلی فون پر اپنے جذبات سے آگاہ کیا اور کہا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی کو تفریحی شکل میں پیش کرنا ان کی توہین ہے۔"

مسلمانوں کے مذکورہ بالا ردِ عمل پر پروگرام کے تخلیق کار جناب بِل ڈیَر نے بتایا کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پُتلی دوبارہ پروگرام میں شامل نہیں ہو گی۔" حالانکہ اس سے چند روز پہلے وہ کہہ چکے تھے کہ یہ نئی پتلی پروگراموں میں مسلسل آتی رہے گی اور اس سے پاگلوں کے سوا کسی کے جذبات مجروح نہیں ہوں گے۔" جناب بِل ڈیَر مسلمانوں کی جانب سے مخالفت پر حیرت زدہ ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے مشتعل جذبات پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ "ہم نہیں جانتے تھے کہ مسلمان اس قدر پریشان ہوں گے۔"

جناب بِل ڈیَر کا فیصلہ اس لابی کے لیے باعث ناراضگی ہو گا جو فن میں کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتی۔ یہ لابی کہے گی کہ پرڈیوسر مسلمانوں کے دباؤ کے سامنے ٹھہر نہیں سکے۔ اس لابی کے بعض افراد نے اس وقت سلمان رشدی پر شدید تنقید کی تھی جب اُس نے اِس اُمید پر اسلام قبول کر لینے کا اعلان کیا تھا کہ اس کے مخالفین کی مخالفت میں کچھ کمی آجائے گی۔

"ڈیلی ٹیلی گراف" کی رپورٹ کے مطابق "پروگرام سے مسیحیوں کی نسبت برطانوی مسلمانوں کے جذبات کو زیادہ ٹھیس لگی ہے۔" اس صورتِ حال میں جناب اقبال سکرانی کا احساس ہے کہ اس معاملے میں برطانوی مسلمانوں کی فراہم کردہ قیادت سے چرچ آف انگلینڈ کو خوشی ہو گی۔" ان کے الفاظ میں "مجھے یقین ہے کہ چرچ ہمارا ساتھ دے گا۔"